

ہفت روزہ

خدا مالدین

بسیکلا
میں شیعہ توحیدیت مولا محمد علی
شیخ الاسلام و ائمہ دین

یکم ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ
۶ جنوری ۱۹۸۴ء

یکم از مطبوعہ جامعہ اسلامیہ لاہور

مدیر ۲۰/۲۰

محمد سعيد الرحمن علوی

ترجمہ و تشریح

مفطر کی بیع وغیرہ

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَيْعِ
الْغَرَّارِ وَعَنْ بَيْعِ الْمُمَرَّةِ قِيلَ
أَيُّ تَدْرِكُ (البخاري)

۱۔ مفطر کی نعید و فردخت سے۔

۲۔ ایسی چیز کی بیع سے جس کا
عنا یقینی نہ ہو۔

۳۔ اور پھلوں کی تیاری سے
قبل ہی ان کو فروخت
کر دینے سے۔

اس حدیث پاک میں تین سے
چیزوں سے رسول اکرم علیہ السلام
کا منع کرنا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ مضطر کی خرید و فروخت سے اس لئے کہ بعض اوقات آدمی فقر و فاقہ یا اس قسم کے پریشان کن

حالات کا شکار ہو کر اپنی کوئی چیز بیچنے یا ضروریاتِ زندگی میں سے کسی چیز کے خریدنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے شخص کو شریعت مضطر کہتی ہے۔

اضطرار کا ذکر قرآن مجید

میں بھی ہے۔ اور کئی جگہ —
مردار جانور، ذبح کے وقت پہنے
والا خون، خنزیر اور وہ جانور
جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے
کا تقرب حاصل کرنے کے لئے
نامزد کر دیا جائے۔ ان چیزوں
کو قرآن نے حرام کہا۔ لیکن فرمایا

کہ اگر کوئی شخص مضطر و مجبور ہے
حلال کھانے کو نہیں، مرنے کا
اندیشہ ہے تو محض جان بچانے کی
غرض سے ضرورۃً اس سے کھا
سکتا ہے۔ اسی قسم کا
مجبور و فلاکت زدہ انسان گھر کی

کون چیز فروخت کر دینے پر تیل
گیا ہے تو بے درد تاجروں کو اس
کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا
چاہئے۔ چونکہ ایسے وقت میں اس
قسم کا خطرہ موجود ہے کہ لوگ
اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ

اٹھائیں گے اس لئے نبی علیہ السلام
نے اس سے معاملہ کرنے سے روکا
اس سے معاملہ کرنے کے بجائے
انسانی اور اسلامی حقوق کا لحاظ
کر کے اس کی مدد و اعانت کی
جائے۔

۲- بیع غرر ایسی چیز کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں جو ہنوز ہاتھ میں نہیں اور اس کا ملنا یقینی نہیں مثلاً کسی شکار کا سودا کر لیا اور ایسے جال میں کہ ابھی کچھ سامنے نہیں یا جال کا سودا کر لیا کہ جال لگا کر جتنی مچھلیاں آئیں گی وہ اتنے میں فروخت ہوں گی تو یہ صورت قطعاً حرام ہے کہ اس میں فریقین کا نقصان ہے۔ اس لئے اس قسم کے ٹھیکے قطعاً نادرست ہیں جو آج کل عام ہوتے ہیں کہ محکمہ ماہی گیری بنا کر لوگوں کے ہاتھ پاؤں جکڑ دے یہاں محکمہ کے لوگ تو پلتے رہیں گے، انہیں ٹھیکیداروں کا جو ہوگا سو ہوگا انہیں متعینہ رقم دینی ہے یا ہے چوری کر کے دیں یا ڈاکہ ڈال

(باقی ۸ پر)

ریکارڈ کی درستگی ضروری ہے

ملک کے مشہور انگریزی روزنامہ ”ڈان“ کی اشاعت مجریہ
۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء میں مشہور پاکستانی سفارت کار ڈاکٹر افضل اقبال صاحب
کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس مضمون میں مسٹر محمد علی جناح صاحب
کے بعض سخت ترین الفاظ کا تذکرہ کیا ہے۔ جو انہیں راجہ صاحب
محمود آباد کی وساطت سے معلوم ہوئے۔ راجہ صاحب اثنا عشری
مسلک کے پختہ کار آدمی تھے اور ان کا خیال تھا کہ جناح صاحب
تقسیم کے بعد ہندوستان میں موجود مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے
لئے ہندوستان میں رہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ جب راجہ صاحب کی
اس سلسلہ میں جناح صاحب سے بات چیتی تو جناح صاحب نے
اپنے آپ کو پاکستان کے لئے ناگزیر قرار دیا اور کہا کہ :
”اگر انہیں یقین ہوتا کہ نئی ریاست (پاکستان) کو
تسلیم بخش مدت تک متبادل قیادت میسر ہے تو وہ بخوشی
ہندوستان میں رہ جاتے“

پھر کہا کہ :
 ”اگر مجھے معلوم ہو کہ پاکستان کا مستقبل میرے بغیر
 یقیناً محفوظ ہے تو میں آج رات ہی ہوائی جہاز سے
 چل پڑوں گا۔“

بیکس ایسا نہ ہو سکا اور بقول مضمون نگار جناب صاحب
نے راجہ صاحب کو نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا :-

”امیر اقم نہیں جانتے کہ یہاں صورت حال کیا ہے؟
 میں خداروں میں گھبرا ہوا ہوں۔ میں پاکستان کی قسمت
 ان کے حوالے نہیں کر سکتا۔“

ڈان کے اس مضمون کے بعد ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کے نوائے وقت

جلد ۲۹ • شماره ۲۴

یکم ربیع الثانی ۱۲۰۲
۴ جنوری ۱۹۸۴

رئيس الادارة

شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور

— مجلس ادارت —

مولانا محمد اجمل قادری

محمد سعيد الرحمن علوی

طہیر میر ایم اے ایل ایل پی

اس شمارے میں

احادیث الرسولؐ

ریکارڈ کی درستگی ضروری ہے ادارہ

الکوتر۔ ایک نعمت مجلس ذکر

نئی کی جامع اور سہمہ گیر دعائیں خطبہ جمعہ

ایک تعزیتی خط - شب و روز

کلید گنج سعادت - تخریک حرت

بدل اشتراک

فصلانه ششماهی سه ماهی

२०/- २०/- १०/-

فی پریچ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحیہ مطبعہ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر، مولانا عبید اللہ نور

مقام : اندونیشیا، راجا، لاهور

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : اداره

الکوش، نبی علیہ السلام کو بخشی جانے والی ایک نعمت

نماز، ذکر اور اتباع سنت کا التزام اس نعمت کے حصول کا ذریعہ ہے

پیر طریقت حضرت مولانا علیہ اللہ النور دامت برکاتہم

محترم حضرات و معزز خواتین !
جیسا کہ اس سے قبل بیان ہو چکا
کہ یہ مہینہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی ولادت
و وفات کا مہینہ ہے تو اس
نسبت سے ایک ایسی نعمت کا
آج ذکر مقصود ہے جو اللہ
تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو
بخشتی اور جس کا بڑے اہتمام سے
قرآن میں ذکر کیا۔ اس نعمت کے
نام پر قرآن میں مستقل سورت ہے
میری مراد ”انکوث“ ہے۔ حدیث
میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے بیٹے
بیٹے سر جھکا یا کیفیتِ وحی نظر آنے
لگی۔ پھر سراٹھایا تو مسکرا کر یہ
سورۃ پڑھی اور فرمایا کہ تمہیں معلوم
ہے کہ کوثر کیا ہے ؟ اس کے بعد
خود ہی فرمایا یہ ایک نہر ہے جو
اللہ تعالیٰ نے مجھے دینے کا وعدہ
کیا۔ اس میں بڑی خوبیاں جمع ہیں
میری امت قیامت کے دن اسی

حوض پر اترے گی۔ اس کے نظروں
اور پیالے ستاروں کی تعداد کے
برابر ہیں۔ ایک ایسا بندہ ہوگا۔
جس کو ان اترنے والوں میں سے
کھینچ کر الگ کر دیا جائے گا تو
میں عرض کروں گا اے اللہ !
یہ تو میری امت ہے ارشاد ہوگا
تم واقف نہیں کہ تمہارے پیچھے
اس نے دین میں کیا نئے نئے
چیزیں نکال لی تھیں ؟

حضور علیہ السلام کے ایک
ارشاد کے مطابق اس نہر کے دو
کناروں پر موتی کے جیسے ہیں اس
میں ہاتھ ڈالیں تو وہ مشک کی
طرح خوشبودار ہو جاتا ہے۔
اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید
اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔
اس کی سطح موتی، مونگے، زربرد
اور یاقوت کی ہے۔ اس
کے ظروف برتن بوتاروں کی تعداد
میں ہیں وہ سونے چاندی کے

بنے ہوئے ہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کوش
کے متعلق پچاس سے زائد صحابہ کرام
کی روایات ہیں جن میں چاروں
خلفاء عظام حضرت ابن مسعود، حضرت
ابن عباس، حضرت حسن بن علی،
حضرت ابی بن کعب، حضرت
عبدالرحمن بن عوف، حضرت جابر
حضرت انس اور حضرت عائشہ
صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم بھی شامل ہیں :

اس نہر کی کیفیت اور
اس کے کمالات و خصائص کا
ان احادیث سے اندازہ ہوتا ہے
اور ساتھ یہ سعادت بھی معلوم
ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی امت
اس پر اترے گی۔ حضور علیہ السلام
اسے پانی پلائیں گے۔ ایسا پانی جن
کے بعد کبھی پیاس نہ ہوگی۔

(باب فی ۱۴)

لاہور میں بادشہ بھیر عبداللطیف صاحب سیٹھی نے ”تاریخ کاریکارڈ“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ جس میں ڈان کے اس مضمون کا حوالہ دینے کے بعد لکھا کہ یہ قصہ ۱۹۴۸ء کا ہے۔ جب رام صاحب نے جناح صاحب سے یہ تقاضا کیا اور جناح صاحب نے یہ جواب دیا۔

سیٹھی صاحب سوال اٹھاتے ہیں کہ اس وقت ان کے ارد گرد کون تھے ؟ اور کن لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا ؟ سیٹھی صاحب نے خود ہی جواب کے طور پر چند طبقات کا ذکر کیا لیکن جزاً نہیں بلکہ امکانات کی دنیا میں ۔ پہلے تو مرکزی کابینہ کے لوگ ہو سکتے ہیں یا پھر صوبوں کے وزرا اور مسلم لیگ کے مرکزی اور صوبائی ارکان یا پھر بیوروکریٹ جن میں مسٹر غلام محمد خان اور چودھری محمد علی بطور خاص قابل ذکر تھے ۔

یہ لکھ کر سیٹھی صاحب کا
قلم رُک گیا اور فرمانے لگے :-
”یہ بحث ہم یہاں ختم کرتے
ہیں۔“

تو خود حدیث مفصل بخواں از پی مہمل
اس ساری کہانی پر کسی تبصرہ
کی ضرورت تو نہیں لیکن ہم یہ
ضرور کہنا چاہیں گے کہ جناب صاحب
نے اپنے عزیز رفقاء کو کھوٹے سگے

بھی کہا تھا اور اس مضمون کے
 بقول خاں، دشمن اور غدار بھی
 کہا۔ ان لوگوں کی نقاب کشائی بیحد
 ضروری ہے۔ اور محض ایک غریب
 ناظم الدین کے متعلق جناح صاحب
 کی رائے نقل کر کے بات نہ بنے گی
 بنگالی مسلمان پھر کہیں گے اور انہیں
 یہ کہنے کا حق ہو گا کہ ناظم الدین
 کہ یہ گالی اس کے بنگالی ہونے کے
 سبب دی گئی۔ باقی لوگوں کو نظر انداز
 کر دیا گیا تو یہ صحیح نہیں — وہ
 مظلوم علماء اور نیشلسٹ مسلمان
 جن کی قیادت مولانا بدنی، مولانا
 آزاد، مفتی کفایت اللہ، مولانا
 لاہوری، امیر شریعت رحمہم اللہ تعالیٰ
 جیسے اساطین ملت کر رہے تھے
 وہ کچھ تو ادھر رہ گئے جو یہاں
 تھے وہ بالکل خاموش اور پس پردہ
 تھے۔ مجرم تھے تو جناح صاحب کے
 رفقاء اور نہیں تھے تو بھی یہی۔
 سوال یہ ہے کہ ایک دیدہ در
 شخص تو مردم شناس کے فرائض

اتار رہا ہوتا ہے وہ خوب پھان
 پھٹک کے رفقاء کی ٹیم تلاش کرتا
 ہے یہی کیا مجبوری تھی کہ ایسا
 نہ ہو سکا — اور جنہیں چھانٹا
 گیا وہ وہ تھے جن کا کردار
 سامنے ہے۔ ضرورت ہے کہ تاریخ
 کے ریکارڈ کی درستگی کے لئے قوم
 کو بتلایا جائے کہ اس وقت فوج کی
 قیادت، صوبوں کی سربراہی، وزارت
 (باقی ۱۶ پر)

یہ لکھ کر سیمٹی صاحب کا
 قلم رُک گیا اور فرمانے لگے :-
 ”یہ بحث ہم یہاں ختم کرتے
 ہیں۔“

تو خود حدیث مفصل بخوان ازین محفل
اس ساری کہانی پر کسی تبصرہ
کی ضرورت تو نہیں لیکن ہم یہ
ضرور کہنا چاہی گے کہ جناح صاحب
نے اپنے عزیز رفقاء کو کھوٹے سگے

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

نبی علیہ السلام کی جامع اور ہمہ گیر دعائیں

جانشین شیخ التقیہ حضرت مولانا عبداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ — بزرگ

محترم ، برادران عزیز !

دعاؤں سے متعلق چند صحبتوں

میں طویل سلسلہ کلام سامنے آیا۔

آج آخری طور پر چند ایسی دعائیں

ذکر کی جائیں گی جو بقول کئے ”جامع

اور ہمہ گیر“ ہیں۔ ان میں سے ہر

دعا ایک مستقل خزانہ اور دارین

ک سعادتوں کی حامل ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ

وسلم یقولُ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ

دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ

وَ اَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا

مَعَاشِيْ وَ اَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيْ

الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَ اجْعَلْ

الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ

خَيْرٍ وَ اجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً

لِّيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (رواہ مسلم)

اس مبارک دعا میں دین ،

دنیا اور آخرت کے متعلق اللہ رب

العزت سے جس طرح فریاد کی گئی

ہے اس کا صحیح اندازہ تو انہی

حضرات کو ہو سکتا ہے جنہیں قرآن

کی زبان عربی سے کچھ مناسبت و

تعلق ہے۔ بہر حال یہ بات

کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ ان چند

جملوں میں اللہ تعالیٰ کے نبی نے

ہر وہ بات بتا دی جس کا انسان

کے کسی طور سے تعلق ہے۔

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور ذہن میں

رکھیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے بقول حضور علیہ السلام

محمولاً یہ دعا فرماتے۔ ترجمہ ہے۔

”اے میرے مالک و خالق!

میری دینی حالت درست فرما

دے کیونکہ میری حقیقی خیریت

اور سلامتی کا تمام تر انحصار

اور دار و مدار اسی پر ہے۔

میری دنیا کی حالت درست

فرما دے۔ جس میں مجھے یہ

محدود زندگی گزارنا ہے۔

میری آخرت کی اصلاح فرما

دے جہاں مجھے ٹوٹ کر

جانا اور ہمیشہ رہنا ہے

میری زندگی کو خیر اور

بھلائی میں اضافہ اور

زیادتی کا ذریعہ بنا دے

اور میری موت کو ہر قسم

کے شر سے راحت و حفاظت

کا وسیلہ بنا دے۔“

حضور علیہ السلام نے

فی الحقیقت دریا کو کوزہ میں

بند کر دیا اور اس زندگی کے

ابتدائی شب و روز سے لے کر

دارِ آخرت تک پورے امداد کو

شامل فرما لیا۔ دین ہے تو

وہ فی الحقیقت بنیاد ہے۔

دنیا ہے تو اس زندگی سے

اسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

آخرت ہے تو اس سے مفر نہیں

اور موت ہے تو وہ ایک عجیب

موڑ ہے وہاں جو سنبھل گیا ہے

پھر خیر ہی خیر ہوگی اور جو

وہاں نہ سنبھلا (اللہ رحم کرے)

اس کا ٹھکانہ خواب۔ رب العزت

بچاتے۔

اسی طرح حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول صحیح

بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق

نبی علیہ السلام اکثر یہ دعا فرماتے،

اَللّٰهُمَّ اِنِّتَا فِي الدُّنْيَا

حَسَنَةٌ وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ

وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

یہ دعا سورۃ بقرہ میں

بھی ہے وہاں اللہ تعالیٰ اتنا کہ

بجائے ربنا اتنا ہے اور اس

میں کوئی فرق نہیں۔ اس میں

دارین کی بھلائیاں رب العزت سے

مانگنے کی تعلیم ہے۔ یہ طے

ہے کہ ہر بھلائی اللہ سبحانہ و تعالیٰ

کے قبضہ میں ہے اور جسے بھلائی

نصیب ہو گئی اسے اور کیا چاہئے؟

ہدایت و تقویٰ کی درخواست

حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مختصر

دعا نقل کرتے ہیں جو ”جامع الکلم“

کی انتہائی خوبصورت مثال ہے۔

اور الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ

یہ بھی اکثر اوقات پڑھی جاتی،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی

وَالْتَقٰی وَ الْعَفَاةَ وَ الْغِنٰی۔

”میں آپ سے ہدایت ،

تقویٰ ، پاکدامنی اور مخلوق

کی نامحتاجی کا سوال کرتا

ہوں۔“

اسی طرح حضرت عبداللہ بن

عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کے آپ صحت ، عفت و پاکدامنی

امانت ، حسن اخلاق اور تقدیر پر

راضی رہنے کی درخواست و فریاد

بھی بالعموم کرتے۔ (دعوات البکیر

از امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ)

کامیابی و نجات کی درخواست

حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے امام حاکم

قدس سرہ نے یہ روایت نقل کی

ہے کہ آپ عرض کرتے :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ

رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ

وَ السَّلَامَةِ مِنْ كُلِّ اَثْمٍ وَ

الْغَنِيْمَةِ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَ الْفَوْزَ

بِالْجَنَّةِ وَ النِّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔

”اے اللہ! ہم آپ سے

سوال کرتے ہیں ایسی چیزوں

کا جو تیری رحمت کا موجب

ہوں ، تیری مغفرت کو پٹکا

اور پختہ کرنے والی ہوں۔

ہر گناہ سے محفوظ رہنے

اور ہر نیکی کی توفیق طلب

کرتے ہیں اور تجھ سے

جنت کی درخواست کرتے

ہیں اور دوزخ سے نجات

و پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے بقول (رواہ بزاز)

آپ عرض کرتے :-

”مولا ! مجھے شکر کرنے والا

اور صبر کرنے والا بندہ بنا

دے ، مجھے اپنی نگاہ میں

چھوٹا لیکن دوسروں کی

نگاہ میں بڑا بنا دے۔“

اپنی نگاہ میں تو انسان

اپنے آپ کو دیکھ ہی سمجھے اور یہی

خیال کرے کہ میں کچھ نہیں لیکن

دوسرے اسے حقیر و ذلیل نہ سمجھیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے بقول دعا ہوتی ،

”اے اللہ! اپنے ذکر و

نصیحت کے لئے میرے

دل کے کان کھول دے

اور مجھے اپنی اور اپنے

رسول کی اطاعت کی

توفیق نصیب فرما۔ اور

اپنی کتاب پر مجھے عمل کی

توفیق بخش۔“

(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے بقول درخواست ہوتی،

”اے اللہ! میری ہر ڈھلکی

کو آسان کر کے مجھے پرہیزی

فرما ، میری ساری دشواریوں

اور مشکلات کو آسان کرنا

تیرے لئے بالکل آسان ،

اور میں تجھ سے استدعا و درخواست

کرتا ہوں دنیا اور آخرت

میں سہولتوں کے لئے آسانی

کے لئے اور کامل عافیت

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی وفات پر ایک تعزیتی خط

مولانا حکیم عبدالرشید محمود نبیرہ حضرت قطب عالم لنگوٹ سے قدرے سرہ

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ
محرم سبیل اکرام البرۃ سالم الم
اعظم سلمہ اللہ انکی التحیات مولانا طیب
رہ گزار آخرت ہو گئے۔ ہونا ہی تھا،
نہ کوئی نئی بات ہے نہ غیر متوقع حادثہ
وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد۔
مگر دلوں کی دنیا اور یا دلوں کی بستی سے
ان کا نقشِ جیل مٹ جانا ممکن نہیں۔
وہ بنیاتِ صالحات سے بھی غصے اور
وجعلها كلمة باقية فی عقبہ ان کی
زندگی اور زبان بھی تھی ان کی شیریں زبانی
شگفتہ بیانی، صورت نورانی، ہوشمندی
فکر، ارجندی ذہن اور درمندی دل
کو کون بھلا سکتا ہے، دوائرِ علم میں
ان کی جامعیت، علوم و افکار کا تنوع،
نجر، ادبی ذوق، خوبیِ تبصر، حسین و بدیع
ترجمانی، مجامع میں خطاب گو یا فلک
اعلیٰ سے اذات کلمہ یخیل الینا اسہ
یوید کا سا کیف، حکمت ربانیہ،
ولی اللہ بھی ابنِ جوڑی کی سی سحر انگیزی
بھی، کس صاحبِ ذوق جو ہر شناس کو
رہ رہ کر یاد نہ آئے گی۔
عجرت النساء ان یلدن مثل طیب۔
رفیق سے معمور سیرت، معاملات و معاشرت
اب وہ کوہ کن کی بات گئی کوہ کن کے
ساتھ۔ کس کس نادرہ اور خلیقہ پر تعجب
کریں، زبان ایسی کہ سب سمجھیں، بیان
ایسا کہ دل مانے "عقل کی پاسبانی بھی"
لیکن کہیں کہیں اسے تنہا بھی چھوڑ دے،
کے سے اذکار و افکار بھی، دلائل عقلی
بھی، نقلی بھی، جدلی عدلی بھی، انفسی آفاقی
بھی، اور حقائق و معرفت آگین بھی۔
میں نے مجلس سے اٹھتے ہوئے
اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سنا۔
عالم کیا ہے ایک دریا ہے عجیب
تابیت۔
آخر وہ وقت آ گیا۔
عہ عشیتہ قیل طیب لیس فینا۔ انہی
کا یہ شعر ہے:
خوگر عیش و طرب اب آہ اپنا دل نہیں
دور ہواے شادمانی میں ترے قابل نہیں
یہ بھی انہی کا فرمودہ ہے:
سہ جلوہ گر نور بقا میں صورتِ سیما ہے
اے نماشا گاہِ عالم بس تجھے آداب ہے
بے شمار محاسن و مکام اور مناقب
و محامد کے ساتھ ان کی طبع لینِ حلم و
رفیق سے معمور سیرت، معاملات و معاشرت

"اے میرے اللہ! میرے
بڑھاپے کے دوران اور
میری عمر کے آخری حصہ میں
میرے رزق میں مزید وسعت
فرما۔" (حاکم)

حسن خاتمہ کی درخواست

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام دعا مانگتے کہ

"اے اللہ! میری عمر کے
آخری حصہ کو میری زندگی
کا بہترین حصہ بنا دے۔
میرے آخری عمل میری
زندگی کا بہترین عمل بنا
دے اور میرا سب سے
اچھا وہ دن ہو جس
دن میں تیری بارگاہ میں
حاضر ہوں۔"

اسی حسن خاتمہ کی دعا
پر ہم اقتتام کرتے ہوئے رب
العزت سے درخواست کرتے ہیں
کہ وہ ہمیں دعا کی حقیقت سے
روشناس کرا دے، اس کے آداب
سکھا دے اور ہر وہ خیر نصیب
فرما دے جس کا سوال نبی علیہ السلام
نے کیا اور ہر اس شر سے بچالے
جس سے آپ نے پناہ مانگی۔
بحرمتہ النبی الکریم علیہ التیمۃ
والتسلیم۔

کے لئے۔ (معجم اوسط للطبرانی)
حضرت بُسر بن ارطاة رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی روایت امام احمد، ابن
حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ
نے نقل کی۔

اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتِنَا
فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَاجْزِنَا
مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ
الْآخِرَةِ۔

"اے اللہ! ہمارے سائے
ہی کاموں کا انجام بہتر
بنا۔ دین کی رسوائی، آخرت
کے عذاب سے ہمیں بچا اور
ہماری حفاظت فرما۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کی ایک روایت امام
بخاری و حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ نے
نقل کی کہ حضور علیہ السلام عرض
کرتے،

"اے اللہ! میں مانگتا ہوں
تجھ سے پاک صاف زندگی
اور ڈھنگ کی موت اور
اصلی وطن (آخرت) کی
طرت ایسی مرحمت جس میں
رسوائی اور فضیحت نہ ہو"

بڑھاپے کے دور کی تمسک

حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ
صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا
و درضوانہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام
کی دعا ہوتی :-

اشد بلاءً فالامثل فالامثل۔ مگر اس شخصیت کے خدو خال و جمال محبوبی میں ان کا محسوس ہونا ناگزیر تھا۔ پھر ہوا جو کچھ ہوا۔ اور کہا گیا جو نہ کہنا تھا۔ حق بھی ناحق بھی۔ حدود کے اندر بھی، متجاوز بھی، اخلاص سے حق کہا گیا کہنے والا ماجور، ناحق اور حدود سے متجاوز کہا گیا تو اس کی شکایت ہی کیا۔

سما نخی اللہ والرسول معاً
من لسان الوری فکیف انا

اب تفریقہ آپ متعلقین پناہگار سے وہی کہتا ہوں جو ایک بدوی نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت عباسؓ کی وفات پر کہا تھا۔

سہ خیر من العباس اجرک بعدہ
واللہ خیر منک للعباس

آپ کو عباس سے بہتر ان کی وفات کا اجر مل گیا۔ اور عباس کو آپ سے بہتر اللہ اور لقاء رب میسر ہو گیا۔

زیادہ موجب تاسف و تامل یہ مضمون ہے اذامات العالم تثلث ثلثہ فی الاسلام لایسدھا الا عالم اخر۔

ورنہ ویسے تو:
سہ نزلنا ساعۃ ثم ارحلنا
کذا الدنیا رحالاً فارحلنا

قانون ہے اب عالم آخر کہاں کہ اللہ جانے، البتہ اس دعا کی ضرورت ہے۔

سہ قرب الرحال الی دیار الاخرۃ
فاجعل الہی خیر عمری اخرۃ

اخیر میں ایک بات اور کہنے کو دل چاہتا ہے آپ حضرات اگر محسوس نہ کریں اور حق دیں بہر کیف مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے اس کہ میں اسن ہوں۔ سن و سال کا تفاوت بالکل غیر معتبر بھی نہیں کہ اس حدیث کو سامنے رکھیں۔ انا امنۃ لاصحابی فاذا ذہبت انی اصحابی مایوعدون واصحابی ائمتہ لامتی فاذا ذہبت اصحابی انی امتی مایوعدون۔ بڑوں کا اٹھنا حریان تو ہے ہی پیش آنے والے خطرات کا رهاص بھی ہے اب تک جانے کتنے فتنے رُکے ہوئے ہوں گے۔

انابت واستعاذہ کی ضرورت ہے۔ یہ خط ختم کر چکا تھا کہ لکھنؤ کے کچھ حضرات اور ایک قاری اسلم نامی تشریف لائے۔ دفعۃً نصف صدی قبل کا واقعہ ذہنی اسکرین پر ابھرا۔ میرے حضرت والد صاحب علی ہو کر شغایاب ہوئے تھے۔ دیوبند سے ایک بڑا مجمع حضرت حافظ صاحب، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب، مولانا اعزازی علی صاحب، علامہ ابراہیم، حضرت میاں صاحب وغیرہ مزاج پرسی کو تشریف لائے۔ مولانا طیبؒ چپیس سالہ بھی ساتھ تھے بعد مغرب کا وقت تھا۔ حضرت حکیم صاحب نے فرمایا طیب ایک رکوع سناؤ۔ یاد ہے ولقد خلقتنا الانسان ونعلم ما نوسوس بہ الی اخرہ سنایا۔ ساں بندہ گیا انھیں پرہم ہو گئیں۔ میرے کانوں نے خوش لحنی

عمر میں پہلی مرتبہ سنی تھی ساز بھی سوز بھی دل گداز بھی نعمائے دلکش سحاب اندر سحاب بھی۔ یہ پہلا نقش تھا جو آج بھی تازہ ہے۔ اس کے بعد دیوبند پہنچ کر تو بارہا سنی۔ جہری نمازوں میں بھی اکثر جب وہ ہوتے امامت وہی کرتے ویسے بھی وقتاً فوقتاً ایسا ہوتا کہ جس کا لحن بھی لحن طیبی سے کچھ مشابہ ہوتا میں تاثر لیتا ہوں برسوں سے اس کی نوبت نہیں آئی تھی کہ کچھ سناؤ۔ مولانا کہولت سے گذر کر شجوحات کی منزل میں آگئے تھے۔

لحنیت اور گلے کے گھنگرو اپنا زیر و بم ختم کر چکے تھے۔

برسوں یہ لکھنوی حضرات اور قاری اسلم ندوی آئے میں نے کچھ سنانے کی فرمائش کی برائے نام کچھ تشابہ تھا یا ذہن نے محسوس کیا فریب تھا کہ دل اور آنکھیں بے قابو ہو جائیں بندہ ضبط ٹوٹ جائے۔ فرات طیب یاد آگئی اوپر سے یہ حادثہ سن ہی چکا تھا عاشیہ قیل طیب لیس فینا۔ آج وہ نہیں ہیں۔ وہ عصر ختم ہو گیا۔ دیوبند کا زمانہ اپنا قیام اکابر کا مجمع، مولانا طیب کا حسین سراپا ان کی لحنیت، طیب سب کی آنکھ کا تارا تھے، ان کی نسبت حضرت مہتمم سلاہ قاسم الخیرات کے بیٹے ہونا ذاتی جمال و کمال، مقام، خوشن کلامی، خوش خطاب، خوش قیامی مضامین، خوش نوا لحن، لباس و تلبس تک میں گوشت و زین، جمال

امتزاج اور رنگ، علمی مذاکر میں نوالی انداز، جمال بھی، کمال بھی، نوالی بھی، مگر جلال نہیں (بہ مفہوم عرفی) ورنہ زندگی کے سب پہلو جلالت کے شاہد عدل اور فحمت کے غماز جو بعد میں ایسے نمایاں ہوئے کہ فخر امثال کہے گئے۔ یہ ہرگز نہ اطراء مانع تھا نہ مبالغہ۔ اللہ ان کی گور کو اپنے انوار سے مہمور فرمائے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے بہت سے بظاہر مداح و معتقدین سے زیادہ مجھے ان کے اوصاف ذکیہ پر اطلاع ہے مجھے بہت سے زمان و مکان و اوقات و احوال میں ان سے اور ان کا قرب رہا ہے، سفر میں، حضر میں، حج میں۔

ہاں مگر میں ان کی کمزوریوں کو بھی جانتا ہوں ان کے قیامت بلند کے پیش نظر۔ سیئات المقرین مگر بڑے سے بڑا آدمی سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتلائے کہ وہ اس سے خالی ہے یہ تو ناگزیر ہیں اللہم استر عیوبی و امح ذلوبی دعا بتلائی گئی۔ عیوب وہی کمزوریاں ہیں جو زائل نہیں ہو سکتیں مغلوب و مستور ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے ان کے صرف ستر اور ذلوب کے محو کی دعا بتلائی گئی۔

ایک ہفتہ ہونے کو آیا ان کا نقش جیل ذہن پر کس کس وجہت سے ابھر کر نہیں آیا۔ ان کی جوانی، بڑھاپا، کوتاہی ان کے اقوال افکار رفتا و رجاس، وہ اپنی ذات سے ایک انجن تھے اب اللہ ان کو احبار امت کی انجن میں جگہ دے اور یہ ان کی صحبت کبھی منتہی نہ ہو دل

بھی چاہتا ہے کہ بس یہی ذکر کرتا رہوں۔ کوئی ذکر کرتا ہے تو میں گویا اس کے منہ سے نوالہ چھین لیتا ہوں اور خود بات کرنے لگتا ہوں بار بار خیال ہوتا ہے کہاں کس حال میں ہوں گے۔

نہ قاصد سے نہ سفیر سے نہ مرغ نامبر سے۔ کن کن احبار و آباء صالحین سے ملاقات ہو رہی ہوگی۔ کوئی بیقاعدگی ہوئی بھی ہوگی تو وہ یعفو عن کثیر ہے اور اس کا کثیر تو گل ہی ہے سب محو کر دے گا۔ کتنی شہادات انا ان کے لئے ہوں گی۔ جنازہ پر آنے والے بھی شہداء ہی ہیں۔ کتنوں نے عقیدت سے زندگی میں مصافحہ کیا ہوگا۔ اتم شہداء اللہ فی الارض۔ کتنوں نے ان کے محققانہ خطاب سے شہادت حق سنی ہوگی اور خود ان کے لئے شہادت دی ہوگی خطمائے عرض میں کون سا مقام ہے جہاں انہوں نے اللہ رسول کی بات نہ کہی ہوگی۔

ایشیاء یورپ مغرب اقصیٰ مشرق وسطیٰ۔ سب ان کے اعمان میں مکتوب و محفوظ ہیں۔ فاللہ اواہ مقام المتقین ولہواہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

اللہ آپ سب کو صبر دے، اجر دے، حادثہ کی اہمیت ناقابل انکار ایسی شخصیت کا فقدان ناقابل تلافی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔



بقیہ : شب و روز

کے ہمراہ اتفاق سے ان دنوں کراچی میں تھے۔ وہ بھی تشریف لائے۔ اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد مسجد انجن خدام الدین میں ۱۰ سال فارغ ہونے والے حفاظ کرام کی دستار بندی میاں صاحب نے فرمائی۔ ان حفاظ کرام میں جناب حافظ عبدالرحیم صاحب، قبیلہ حاجی یوسف صاحب کے صاحبزادے بھی ہیں حاجی یوسف صاحب بڑے خوش قسمت ہیں کہ ان کے ایک صاحبزادے عالم، ایک داماد ممتاز عالم دین اور اب ایک بچہ حافظ قرآن ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کا سایہ شفقت تادیر سلامت رکھے۔ اور انہیں اور ان کے خاندان کو دنیا جہان کی نعمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ رات بعد نماز عشر خالق دینا ہال میں سیرت کانفرنسوں کے سلسلہ میں گیا رہویں نشست سے میاں صاحب نے سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے موضوع پر نہایت جامع خطاب کیا۔

۱۷۔ دسمبر بروز ہفتہ صبح نماز فجر کے بعد سے لے کر ۹ بجے تک مختلف احباب مختلف علاقوں سے میاں صاحب کو ملنے حاجی یوسف صاحب کے گھر واقع ناظم آباد کراچی حاضر ہوتے رہے۔ میاں صاحب نے ان کے مسائل سنے اور تسلی و تسفی فرمائی۔

جان اور تن سے کریں (مکتوب ۱۴)
۱۴۔ غیبت اور لوگوں کے
برائیاں بیان کرنے سے اجتناب
کریں۔ (ایضاً)

۱۵۔ نفس اور شیطان کے شر
سے مرنے وقت تک بے خوف
نہ رہیں۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت (بوغٹان مغربی) نے
فرمایا ہے کہ جو شخص درویشوں
کی صحبت کو چھوڑ کر مالداروں
کی صحبت اختیار کرتا ہے، اللہ
تعالیٰ اسے دل کے مرض میں مبتلا
کر دیتا ہے۔ (از مکتوب ۲)

۱۷۔ جن طالبوں نے (دین کا)
علم ظاہر نہ پڑھا ہو اور وہ ذکر
شروع کریں تو ان کو دینی
علوم کے پڑھنے کا حکم کریں۔
جاہل صوفی "مسخرۂ شیطان" ہے
جن طالبوں نے علوم دینیہ کو
پڑھ لیا ہو ان کو ذکر و مراقبہ
و عبادات و ریاضات، تلاوت
قرآن مجید، درود شریف اور مستونہ
دعائوں کے پڑھنے اور (فرض
نمازوں کے علاوہ) نماز تہجد،
اشراق اور چاشت اور ادائیغے
کی ان کے حسب مراتب ترغیب
دیں اور تدریس تفسیر قرآن مجید،
علم عقائد، حدیث شریف، علم فقہ
علم تصوف، ہمارے خاندان کے حضرات
کی نسبت کے معاون ہیں۔
(از مکتوب ۲۰)

۱۸۔ حضرت علاؤالدولہ سمنانی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزرگان
دین اور راویقین پر پلنے والے
حضرات نے متفقہ طور پر فرمایا ہے
کہ معرفت حق تعالیٰ سے وہ شخص
بہرہ ور ہوگا، جس کا کھانا پینا
پاک و حلال ہو۔ اور بیع کرنا جس
کا شعار ہو۔ جب یہ چیزیں حاصل
نہ ہوں تو پکٹی چڑی باتوں سے
کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (از مکتوب ۳۰)
۱۹۔ جو چیز شریعت کے
مخالف ہو، وہ مردود ہے جس
چیز کو شریعت رد کر دے وہ
بے دینی کے زمرے میں آتی ہے۔
شریعت پر قائم رہ کر "طلب
حقیقت" کرنا مردوں کا کام
ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی
دولت سے نوازے۔ (از مکتوب ۳۰)

۲۰۔ قرآن مجید کا ایک سیپارہ
بلا نافہ دلائل الخیرات اور حصین
پڑھا کریں۔

۲۱۔ جانا چاہئے کہ ریاضات
و عبادات سے جس شخص کا مقصد
اپنے نفس کی راحت اور دنیا حاصل
کرنا ہو، اگرچہ اس سے عجیب چیزیں
اور خارق عادات ظاہر ہوں۔ وہ
اس کے لئے استدراج اور خفیہ تلمیذ
ہیں۔ استدراج کی نشانی یہ ہے کہ
ایسا شخص اپنے نفس کے عیبوں سے
اندھا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اذا اراد اللہ بعبدہ
مشرا اعمی بعیوب نفسہ
واذا ارادہ اللہ بحسیر
ابصوہ بعیوب نفسہ۔
ترجمہ: جب اللہ بندے کے
ساتھ (اس کے برے اعمال کی
وجہ سے)، برائی کا ارادہ کرتا ہے
تو اس کو اس کے اپنے عیب
دیکھنے سے اندھا کر دیتا ہے۔
اور جب اس کے ساتھ بھلائی
کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو
اس کے نفس کے عیب دکھاتا ہے
تاکہ وہ اصلاح کر سکے۔
۲۲۔ حضرت شیخ داعظ کشمیری
نے کیا ہی خوب فرمایا ہے اور ان
کی یہ بات مجھے بہت ہی پسند
ہے۔

۱۔ افسانہ خویش مختصر کرنے
بناشیں در درون خود سفر کئی
۲۔ ہر وہم فہم خیال و ادراک
در دل کہ جزا دست آہ بدر کئی
۳۔ مطلوب بے است در دو عالم
از دل تو گذرازاں مذر کئی
۴۔ ایں است وصال جانِ جانان
زین راہ بہر کے خبر کئی
یعنی:-

۱۔ اپنی تعریف اور بڑائی کے
قصوں کا ذکر مختصر کر دو
ان باتوں کو ترک کر کے
ذکر و فکر میں دل کی طرف

۲۴۔ مردگانہ اختیار روزگار
اسے اخلاقی با مردگان صحبت دراز
یعنی آج کل کے دو تہمت
جو دین سے غافل ہیں وہ مردوں
کی مانند ہیں۔ اسے بھائی امردوں کی
صحبت اختیار نہ کر۔ (مکتوب ۵)
۲۵۔ ہمیشہ ہر معاملہ میں اللہ
تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔
(مکتوب ۵۰)

۲۶۔ روزی کا کفیل اللہ تعالیٰ
کر جانا چاہئے۔ (ایضاً)
۲۷۔ تکلیف وہ امور ہیں صبر
کریں جزع و فزع نہ کریں۔
۲۸۔ دین کے بزرگوں کی کرامت
و بزرگی اس بات میں ہے کہ وہ
اپنے ظاہر کو حضرت رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے آراستہ
رکھیں اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے
حضور میں مستغرق رکھیں اور دل
کو غیر اللہ کی محبت سے خالی کر
دیں۔ (از مکتوب ۱۹)

۲۹۔ طالب خدا کے لئے اپنے
اغتراد کا درست رکھنا اور شرعی
احکام کا بجا لانا، پوری طرح
اخلاص حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ
کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنا بہت بڑی
دولت ہے۔ (ایضاً)
۳۰۔ اپنے آپ کو سارے جہاں
سے کمتر اور بدتر جانیں اور ہمیشہ
اللہ تعالیٰ کا خوف رکھیں اور اس
سے ڈرتے اور کانپتے رہیں۔ (ایضاً)

۳۱۔ حضرت خواجہ شاہ نقشبند
قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر دلی باغ
میں جائے اور اسے درختوں کے
ہر پتے سے "یا دلی اللہ" کی آواز
آئے تو اسے چاہئے کہ اس کا
ظاہر اور باطن اس آواز کی
طرف بالکل متوجہ نہ ہونے پائے
بلکہ ہر لمحہ و ہر لحظہ اس کی کوشش
عبادت و بندگی اور تضرع میں
زیادہ سے زیادہ ہونی چاہئے۔
(ایضاً)

۳۲۔ وہ درویش جو رقص
ساز و تقنی (ناچنا اور گانا بجانا)
کرتے ہیں۔ اور جو طے وہ بے تحاشا
لے بیٹے ہیں اور کھالیتے ہیں اور
اپنے آپ کو شرعی امور کا پابند
نہیں سمجھتے۔ ان سے پرہیز کرنا چاہئے
(از مکتوب ۶)
۳۳۔ لوگوں سے ترش روی
سے نہ برتیں۔ زہی، علم اور مہربانی
کے ساتھ ان کے ساتھ زندگی بسر
کریں۔ (از مکتوب ۱۴)
۳۴۔ جو شخص تمہارے ساتھ
بدگوئی کرے تم اس کے ساتھ
احسان کرو اور اس کی خطائیں
معاف کر دو۔

۳۵۔ ہر کہ مارا یا رسا نہ رشتن بسیار باد
(جو شخص ہمیں ہدی پہنچاتے
ہماری دعا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ
زیادہ خوشی سے نوازے)
(از مکتوب ۱۵)

از: محمد طیب بشیر گڑھ

تحریک حریت اور دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند احیائے دین و حریت کے عالمگیر تحریک ہے

۱۸۵۷ء میں محکوم مسلمانوں نے ظالم و جابر انگریز کی جبر و استبداد اور تسلط و غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس جہاد میں اگرچہ مسلمانوں کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور انگریز کا قبضہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوا لیکن ان پر مسلمانوں کی حریت پسندی آشکارا ہوئی کہ یہ قوم غیروں کی حکومت و تسلط ہرگز برداشت کرنے والی نہیں۔ طاقت و قوت سے انہیں زیر کرنے اور ان کے رگ و ریشہ سے اسلام کی محبت و عظمت اور آزادی کا فطری جذبہ نکال مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ وہ اس راز کو بھی سمجھتے تھے کہ مسلم افراد کو طاقت و قوت اور توپ و تفنگ سے کچلنے کے بجائے ان کے نظریہ پر حملہ کرنا چاہئے۔ ان کے دلوں سے اسلام کا نظریہ بندریج ختم کیا جائے۔ اور ان کے ذہن کو ایسے طریقہ سے ختم کیا جائے کہ وہ یہ تصور ہی سرے سے فراموش کر دیں کہ ہم ایک علیحدہ قوم ہیں یا ہماری دینی روایات و تہذیب اور شاندار ماضی تھا۔ اس طریقے سے

وہ بیہ توپ و تفنگ کے ہمارے تابع و فرمانبردار بن جائیں گے اور ہمارا نظریہ و تہذیب اور تمدن کو اپنا نظریہ و تہذیب سمجھنے لگیں گے۔ چنانچہ لارڈ میکالے نے ایک نیا تعلیمی نظام پیش کیا تاکہ اس نظام تعلیم سے مسلمانوں کے دلوں میں مغربی ذہنیت ٹھونس دی جائے اس تعلیم سے وہ مغربی اقوام کو اپنے سے بلند و بالا اور مہذب سمجھ کر احساس کمتری کے شکار ہو جائیں گے اور مغرب سے مغرب ہو کر خود بخود مغربی اقوام کی تقلید شروع کر دیں گے۔ اس بات کی تصدیق لارڈ میکالے کے ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ ”ہمارے نظام تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان پیدا کرنا ہے جو رنگ و نسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں تو دل اور دماغ کے اعتبار سے فرنگی۔“ لیکن ادھر مسلمانوں میں بھی فراست و بصیرت رکھنے والے اور دور رس و دور بین علماء موجود تھے انہوں نے فرنگی کے اس دہل و فریب کا صحیح جائزہ لیا اس نظام تعلیم پر غریب ہونے والے آئندہ خطرات اور مہلک اثرات سے

وہ واقف تھے۔ انگریز طاقت سے کام لیتے تھے تو علماء ان کے خلاف سینہ سپر تھے اور محاذ آرائی میں معرکے تھے۔ لیکن جب وہ سمجھ گئے کہ انگریز اپنا رویہ تبدیل کر کے خیر خواہی کے لباس میں سازش کرتے ہیں تو علماء نے بھی اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر لی اور ان کے مقابلے میں اسلامی نظام تعلیم کی ترویج کے لئے تعلیمی تحریک شروع کرنے پر غور کیا تاکہ مسلمان اپنے دین و تہذیب سے خبردار ہو جائیں اور ان کا ایمان و اسلام محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ۱۸۶۷ء کو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت حاجی سید عابد حسین کے مشورہ سے دیوبند کے قصبہ میں ایک دینی مدرسہ کی داغ بیل ڈالی جس نے دارالعلوم دیوبند کے نام سے شہرت حاصل کی۔ اس عظیم دینی درسگاہ کی ابتداء مسجد چھتہ میں انار کے درخت کے نیچے استاد ملامحمود دیوبندی اور شاگرد محمود حسن نے کی تھی یہ پہلا طالب علم بعد میں شیخ الحدیث مولانا محمود حسن کے نام سے مشہور ہوا۔

اور اسے بڑے عبرتناک انجام سے دو چار ہونا پڑے گا۔

اس لئے عزیزو! اس نہر حیات سے استفادہ کی غرض سے ایک تو اتباع سنت بہت ضروری ہے دوسری اگلی آیت کے مصداق صلاۃ و قربانی کا اہتمام بے مد لازم ہے۔ صلاۃ (نماز) وہ مقدس عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر و یاد کا ذریعہ بنایا ہے اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ اس لئے مختصر وقت کی نصیحت یہی ہے کہ نماز، ذکر اور اتباع سنت کی فکر کریں۔ کہ اس کے بغیر آخرت کی زندگی بدمرہ ہوگی اور وہ زندگی بدمرہ ہوگئی تو پھر ایسا خسار ہے جس کی کوئی تلافی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی توفیق سے نوازے۔

بقیہ : ادارہ

خارجہ و قانون جیسی اہم وزارتیں عیسائیوں، مرزائیوں اور ہندوؤں کو کیوں دی گئیں؟ ظفر اللہ، منڈل، گریسی، غضنفر علی وغیرہ نے کیا کردار ادا کیا؟ غلام محمد، سکندر مرزا اور چودھری محمد علی نے کیا گُل کھائے؟ ۱۹۵۷ء کے الیکشن میں دو تاند و قیوم خان نے کیا رول ادا کیا اور نور الایمن کیونکر پٹے؟

۳۵۔ جاتا چاہئے کہ پیروں کے لئے لازم ہے کہ اپنے مریدوں کو اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کی تعلیم دیں اور اپنے بزرگوں کے طریقے سے بھی آگاہ کریں۔

(از مکتوب ۱۰)

۳۶۔ فقیر کی یہی آرزو ہے کہ اس عارضی زندگی کے سانس اللہ تعالیٰ کی رضا والے کاموں میں صرف ہوں۔ اور اس کا قیمتی وقت جس کا بدل نہیں ہے، ضائع نہ کیا جائے اور سارا وقت ظاہر شرع کی پابندی میں اور باطن ذکر حق تعالیٰ میں صرف ہو۔

از مکتوب ۱۵

بقیہ : مجلس ذکر

لیکن

ابتدا میں جو مسلم شریف کی روایت گزری اس پر بھی غور فرمائیں کہ ایک آدمی کو لوگوں میں سے کھینچ کر محروم کر دیا جاتے گا اس بد نصیب کا جرم یہ ہوگا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا امتی ہونے کا دعوے کرنے کے باوجود دین میں نئی نئی باتیں نکالی ہوں گی۔ ایسا شخص حضور علیہ السلام کی نگاہ میں مردود ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے

۶ جنوری ۱۹۸۳ء

۶ جنوری ۱۹۸۳ء

دارالعلوم دیوبند نے منصفہ شہود پر آئے ہی تیزی سے ارتقاء کی منازل طے کیں۔ ایسے فضلاء بنیاد رکھے جنہوں نے برصغیر کی تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ وہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تصوف و تزکیہ تبلیغ و تذکیر اور جہاد و سیاست میں اوج کمال تک پہنچے۔ کوئی ایسا محاذ اور میدان علم و عمل نہیں رہ گیا۔ جہاں علمائے دیوبند سب سے آگے اور نمایاں رہے۔

دارالعلوم نہ صرف ایک درس گاہ ثابت ہوئی بلکہ ایک خاص نظر بیے اور خاص طرز عمل کا مرکز بنا جس نے کتاب و سنت کو صحیح طریقے سے اپنایا اور افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی۔ دین اسلام کی صحیح طریقے سے حفاظت کی اور ایسے عالم پیدا کئے جو علم کے لحاظ سے درجہ علیا پر فائز ہوئے تو عمل اور تقویٰ کا نمونہ بھی بنے علم اگر بغیر عمل کے ہو تو انسان میں تکبر اور خود پسندی پیدا کرتا ہے لیکن دارالعلوم سے نکلے ہوئے علماء نے اگر ایک طرف دنیا کو اپنی علمیت سے متحرک کر دیا تو دوسری طرف ان کی تواضع و انکساری اور تقویٰ مرکز توجہ بنی۔ ان امتیازی خصوصیات کی بدولت وہ مرجع خلافت بنے۔ ان عظیم ہستیوں میں سے ایک دارالعلوم کے پہلا طالب علم شیخ العرب والجم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ہیں۔ جنہوں نے چالیس سال دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا اور ایسے شاگرد تیار کئے جنہوں نے

علم و عمل، رشد و ہدایت اور مذہب و ملت کی خدمت میں زبردست کمال حاصل کیا۔ ان ہزاروں شاگردوں میں سے چند نمایاں شاگردوں کے نام یہ ہیں: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جنہوں نے ایک ہزار سے زائد تصانیف کی ہیں اور سینکڑوں مشائخ طریقت پیدا کئے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جنہوں نے مدینہ منورہ مسجد نبویؐ میں اور دارالعلوم دیوبند میں قرآن و حدیث کی بے بہا خدمات کیں۔ اور جہاد آزادی میں بے مثال قربانیاں دیں۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ جو تمام علوم و فنون میں ایک بے نظیر اور جامع عالم ثابت ہوئے اور دارالعلوم دیوبند میں گیارہ سال تک صدر مدرس کی حیثیت سے حدیث کی خدمت انجام دی۔ ایک ہزار سے زائد طلباء نے حدیث میں آپ سے استفادہ کیا اور سینکڑوں علماء و محدثین پیدا کئے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں کئی سالوں تک درس حدیث دیا اور دارالعلوم کے متمم بھی رہے۔ کافی تصانیف ہیں جن میں شرح مسلم زیادہ نمایاں ہے۔ تحریک پاکستان کی صف اول میں رہے، قیام پاکستان میں ان کی مساعی کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اسی طرح حضرت شیخ الہند کے تلامذہ میں امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ، ابو حنیفہ ہند

مولانا مفتی کفایت اللہؒ، بطل حریت مولانا منصور انصاریؒ، شیخ الفقہ والادب مولانا اغوازی علیؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، یادگار سلف اسیر مائٹ مولانا عزیز گل صاحب مدظلہ، بانی تبلیغی جماعت مبلغ اسلام مولانا محمد الیاسؒ اور امام المغفولین علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ۔ اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو تلامذہ شیخ الہندؒ جو جہاں العلم تھے، کی زبردست علمی و عملی، اخلاقی و روحانی ملکی ملی تاریخی قوی اور سیاسی خدمات ایسی ہیں کہ ہر ایک کی زندگی کا ایک ایک ورق تاریخ کا ایک ایک باب ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت و عظمت کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ ان عظیم شخصیات کے استاد و مرتب تھے۔ شیخ الہندؒ نے بعض کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں زیادہ نمایاں ترجمہ قرآن اور اس کا حاشیہ ہے جو آپ کی وفات کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مکمل کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند تو بظاہر ایک درس گاہ اور علمی تحریک تھی لیکن حقیقت میں اس کا مقصد ایسے ذہین دلے رجال کا تیار کرنا تھا جو ملک و قوم کو صحیح اسلامی راستہ پر گامزن کر دیں اور انگریز کی غلامی سے نجات دلا دیں۔ چنانچہ اسی غرض کی تکمیل کے لئے حضرت شیخ الہندؒ نے ۱۹۰۹ء میں اپنے شاگردوں کو دیوبند میں جمع کر کے جمعیت الانصار کی بنیاد ڈالی۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ جماعت کے سیکرٹری جنرل بنے۔ یہ جماعت

دارالعلوم دیوبند کی ترقی کے لئے کوشش کر رہی تھی لیکن آزادی کی تحریک کی ابتداء تھی اور اس میں یہ مقصد بھی تھا کہ مسلمانان ہند میں فرنگی گورنمنٹ کے خلاف نفرت و بغاوت پیدا کی جائے۔ اور لوگوں میں غلامی سے آزادی کا جذبہ پیدا ہو جائے بعد میں بعض اصحاب کی رائے یہ تھی کہ جمعیت الانصار کا کام صرف دارالعلوم کے امور تک محدود ہو اس لئے شیخ الہندؒ اور ان کے شاگرد رشید مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے دہلی کو اپنا مرکز بنایا اور مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، ڈاکٹر انصاریؒ اور حکیم اجل خانؒ کو اپنے ساتھ تحریک میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد ریشمی رومال کی عظیم انقلابی تحریک خطوط کے ذریعے خفیہ طور پر شائع کر دی لیکن مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا ایک خط جو ریشمی رومال پر لکھا گیا تھا۔ سی۔ آئی۔ اے نے معلوم کیا اسی وجہ سے تحریک کا نام تحریک ریشمی رومال پڑ گیا۔

ایک فوجی لشکر بھی بنایا گیا تھا جو "جنود ربانی" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جس کے سالار اعلیٰ حضرت شیخ الہندؒ تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ قائم مقام سالار تھے۔ نائب سالاروں میں مولانا دین پوریؒ، حضرت امروٹیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، حاجی صاحبؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ اور ڈاکٹر انصاریؒ وغیرہ۔ معین سالار یعنی

میر جہیزل ۱۵ حضرات ہیں ان میں علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا قصوریؒ وغیرہ شامل تھے۔ کرنل حضرات کی فہرست میں ۲۲ کے قریب حضرات کے نام ہیں جن میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا محمد صادق کراچیؒ، اسیر مائٹ مولانا عزیز گل صاحب مدظلہ اور خواجہ عبدالحی فاروقی شامل تھے۔ ۱۲ کے قریب لفٹننٹ کرنل اسی طرح میر و کپتان وغیرہ علیحدہ فہرست ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ ترکی زعماء سے مل گئے تھے اور انگریز کے خلاف ایک طویل پروگرام بنا چکے تھے لیکن قدرت کو منظور نہ تھا اور ۱۹۱۶ء کو اپنے رفقاء (مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عزیز گل صاحب مدظلہ، حکیم نصرت حسین صاحب، مولوی وحید احمد صاحب) سمیت مکہ معظمہ میں گرفتار ہو گئے۔ اور تقریباً ۴ سال مائٹ جیل میں اسیر رہے۔ وہاں پر بہت سے مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ ڈاکٹر انبال حسن خان پی ایچ ڈی اپنی کتاب "شیخ الہند" میں لکھتے ہیں۔

"حضرت شیخ الہندؒ سرور نے ۲۴ نومبر ۱۹۲۰ء کو وفات پائی۔ آپ کو ڈاکٹر انصاری مخوم کی کوٹھی پر جب غسل کے لئے لٹایا گیا تو پیچھے بالکل سیاہ ہو رہی تھی اور اس پر نشانات تھے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ یہ کیونکر ہوئے آپ کے ان رفقاء نے جو اسارت مالٹا میں ساتھ تھے بتلایا کہ یہ نشانات ان دروں کے جو اسارت مالٹا میں آپ پر

پڑتے رہے۔ انہوں نے بنایا کہ شیخ الہندؒ نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ میرے سامنے ان مصائب کا جو مجھ پر ٹوٹ رہے ہیں کبھی ذکر نہ کرنا۔"

انہوں نے انگریز دشمنی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انگریز تو اپنی طاقت پر بہت مغرور تھا جیسا کہ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر گلڈسٹون نے کہا تھا کہ "اگر آسمان بھی ہمارے سروں پر گرنا چاہے تو ہم سنگینوں پر اسے ختم کسکتے ہیں" لیکن شیخ الہندؒ اور علمائے دیوبند نے ان کا یہ دعویٰ اور غرور خاک میں ملا دیا۔

حضرت شیخ الہندؒ نے ترک مولات اور حکومت کے ساتھ عدم تعاون کا فیصلہ کر کے مجاہدین آزادی کے لئے طریقت عمل متعین کر دیا جس پر چل کر بالآخر برصغیر کے عوام نے ۱۹۴۷ء میں انگریز کو برصغیر سے بوریابستری سمیٹے پر مجبور کر دیا۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے خلاف نفرت و بغاوت کے اصل محرک دیوبند کے شیخ الہندؒ ہیں اور وہ ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

چنانچہ یو۔ پی کے گورنر جیمس اسٹن نے حضرت شیخ الہندؒ کے بارے میں کہا تھا کہ "اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کو چرسے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔" اسی طرح اس نے یہ بھی کہا تھا کہ "اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی کر دی جائے تو ہر بوٹی سے انگریز کے خلاف عداوت ٹپکے گی۔"

(باقی ۱۶ پر)

بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳۳۵ تا ۳۳۴)
۲۔ حضرت مدنی فرماتے ہیں کہ ایک روز دوران قیام مدینہ طیبہ میں اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس میں ایک مصرعہ تھا۔

جو مسلمان بھارت میں رہ گئے تھے آخر ان کو بھی تو فائدین رہبروں اور لیڈروں کی ضرورت تھی۔ ہم ہزار حضرت مدنی کے سیاسی نظریات سے اختلاف کیسے یکن یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ اپنے دور کے جدید ترین عالم اور بے مثل بزرگ تھے۔ اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود قدس سرہ کے محبوب شاگرد قطب دوراں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے صحبت یافتہ اور امام الوقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے خلیفہ اجل! ان کا دن علمی اور سیاسی بساط پر گزرتا تھا اور رات مصطفیٰ پر اللہ تعالیٰ کے حضور۔ وہ تو ولی گرہ تھے اور عالم کی حیثیت سے بھی سینکڑوں نہیں ہزاروں شاگرد اس شان کے چھوڑ گئے۔

تین مدرسین کی ضرورت

انشاء اللہ پر سکون شہری ماحول مشاہدہ قیام، طعام احسن
• مدرس درسی کتب • بہترین قاری
• پرائمری کے لئے عمدہ ماسٹر
ضرورت مند فوری طور پر ادل مکمل کو تلف ہندو
ڈاک مطلع فرمائیں۔
ابو عبدالوہاب ناظم مدرسہ دار السلام کلیال
وادی سون، ضلع خوشاب

۲۳۵۹



نماز حنفی پڑھنا اور متعصبانہ اعتراضات کا مدلل جواب
قیمت ۲۵/- روپے
محشی اچھے ہٹال سنی سنٹر پوسٹ بکس لاہور
بابراہ راست

البتہ اپنی جانب سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کروڑوں کی تعداد میں

مرتب: ظہیر میر

شب و روز

۲۲۔ نومبر بروز منگل: مدرسہ

قاسم العلوم شیرالوالہ دروازہ لاہور میں
حضرت مولانا خان محمد صاحب ظلہ العالی
کی زیر صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت کا
ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس
میں تمام مکاتیب فکر کے سرکردہ رہنماؤں
نے شرکت کی۔ اجلاس میں شرکت
کرنے والوں میں مولانا عبدالستار
نیازی، مولانا اکبر ساقی، مولانا زاہد الراشدی،
مولانا مہیاں محمد اجمل قادری، مولانا محمد شریف
جالندھری، مولانا تاج محمد، مولانا امیر حسین
شاہ گیلانی، مولانا احسان الہی ظہیر، مولانا
گلزار احمد مظاہری، ملک غلام جیلانی،
محبوب علی شمسی، مولانا عبدالقادر پٹوی،
مولانا غضنفر علی کراروی، اور دوسرے
سرکردہ علماء کرام قابل ذکر ہیں۔ اجلاس
میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے لمبی قیام
پر متحد و متفق ہو کر مزاحمتیوں کے خلاف
کام کرنے کے لئے لائحہ عمل پر غور کیا
گیا۔ اور ایک کنونینک کمیٹی کا قیام عمل
میں لایا گیا۔

۲۳۔ نومبر بروز جمعرات: دس

بچے صبح مدرسہ قاسم العلوم شیرالوالہ میں
مجلس تحفظ ختم نبوت کی کنونینک کمیٹی کا
اجلاس مولانا محمد شریف جالندھری کے

زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں

مولانا زاہد الراشدی، مولانا مہیاں
محمد اجمل قادری، علامہ احسان الہی ظہیر،
جناب مہیاں مسعود اور علامہ سلطان احمد
نے شرکت کی۔ اجلاس میں مختلف امور
پر غور و خوض کیا گیا۔

بعد نماز مغرب حسب معمول جامع
مسجد شیرالوالہ میں حضرت اقدس مولانا
عبد اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے
مجلس ذکر منعقد کرائی۔ نماز عشاء کے
بعد لوگوں سے انفرادی اور اجتماعی ملاقات
فرمائی۔ لوگوں کے مسائل سننے اور ہدایت
سے نوازا۔ حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف
رات گیارہ بجے مسجد شیرالوالہ میں حضرت
اقدس سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

۲۴۔ نومبر بروز جمعہ المبارک:

حسب معمول حضرت اقدس نے جامع
مسجد شیرالوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور
خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز کے بعد
مختلف حضرات نے حضرت اقدس سے
ملاقات کی۔ اپنے مسائل بیان کئے۔
حضرت اقدس نے ان کی تسلی و تسخیر
فرمائی۔

۲۵۔ نومبر بروز اتوار: حضرت مولانا

مہیاں محمد اجمل قادری صاحب کو جبرالوالہ
تشریف لے گئے۔ بعد نماز مغرب جامع
مسجد کئی لانگربیاں والی میں مجلس ذکر منعقد
کرائی۔ مجلس ذکر میں سینکڑوں افراد نے
شرکت کی۔ مہیاں صاحب نے ذکر اللہ
کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ بعد نماز عشاء
اسی مسجد میں مدرسہ کا سالانہ جلسہ
زیر صدارت مولانا مہیاں محمد اجمل قادری
صاحب منعقد ہوا۔ خطیب اسلام
حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب نے
موکرتہ الابرار خطاب فرمایا۔

۲۸۔ نومبر بروز سوموار: جمعیت علماء

پاکستان کے دفتری سہ جماعتی اتحاد
کے سلسلہ میں ایک اہم اجلاس منعقد
ہوا جس میں عملی طور پر تینوں جماعتوں کے
رہنماؤں نے اکٹھے مل کر کام کرنے کے
سلسلہ میں ایک دستاویز پر دستخط
کئے۔ اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی
صاحب، مولانا حمید الرحمن صاحب،
مولانا مہیاں محمد اجمل قادری صاحب،
مولانا عبدالوہید صاحب، مولانا عبدالستار خان
نیازی صاحب، مولانا محمد اکبر ساقی صاحب،
مہیاں مسعود صاحب، پیر اعجاز احمد ہاشمی،
علامہ احسان الہی ظہیر، اور دوسرے
رہنماؤں نے شرکت کی۔

۳۰۔ نومبر بروز بدھ: مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، پاکستان کی کنونٹک کمیٹی کا اجلاس بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا زلال الدین، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبد الوحید، جناب میاں مسعود اور علامہ سلطان احمد نے شرکت کی۔ اجلاس میں گیارہ دسمبر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کنونشن اور کانفرنس کی نیاری کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔ اسی شام مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا امداد الحسن نعمانی بھی تشریف لائے اور صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب سے ملاقات فرمائی۔ جونگل شکار پور صوبہ سندھ سے بھی ایک وفد نے مدرسہ قاسم العلوم میں میاں صاحب سے ملاقات کی اور جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

۳۱۔ دسمبر بروز جمعرات: حضرت اقدس دامت برکاتہم نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی نماز عشاء کے بعد لوگوں کے مسائل سن کر ان کی تسلی و تشفی فرمائی۔ اسی شام مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ میں مولانا میاں محمد اجمل قادری کی زیر صدارت ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں لاہور کے مختلف علاقوں سے علماء کرام اور جمعیت طلباء اسلام کے سائنسوں نے شرکت کی۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب

اور مولانا امداد الحسن نعمانی صاحب خصوصی دعوت پر شریک ہوئے۔ اجلاس میں نوائے وقت اخبار کے غلام وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ یاد رہے کہ مارنمبر کے نوائے وقت لاہور میں عبد اللطیف سیٹھی نے ایک مضمون لکھا جس میں اکابرین علماء دیوبند پر کچھ اچھالا اجلاس کے شرکاء نے حکومت سے روزنامہ نوائے وقت کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔

۲۔ دسمبر بروز جمعرات المبارک: حضرت اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز کے بعد لوگوں کے مسائل سننے اور ہدایات دیں۔

۳۔ دسمبر بروز جمعرات: مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں روزنامہ نوائے وقت کے ہرزہ سرائی پر احتجاج کے لئے ایک مشاورتی اجلاس زیر صدارت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب منعقد ہوا۔

اجلاس میں صاحبزادہ سعید الرحمن احمد آف گلبرگ، مولانا حسین احمد قاسمی، مولانا سیف الدین اکرم، صاحبزادہ مولانا میاں عبد الرحمن اور جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں نے شرکت کی۔

۴۔ دسمبر بروز اتوار: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب کی ہدایت پر جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں نے لاہور کے مختلف مدارس کا دورہ کیا اور وہاں طلباء کرام سے خطاب کیا۔ احقر ظہیر میر اور جناب

خالد محمود وٹو نے جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ، جامعہ قاسمیہ، اور دوسرے مدارس میں طلباء کے بھرپور اجتماعات سے خطاب کیا۔ ان میں طلباء کرام کو نوائے وقت کی شراکتی سے آگاہ کیا گیا۔

۶۔ دسمبر بروز منگل: دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں مجلس عمل کی کنونٹک کمیٹی کے رہنماؤں اور دیگروں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

۸۔ دسمبر بروز جمعرات: چاند کی پہلی جماعت ہونے کی وجہ سے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں آیت کریمہ پڑھی گئی۔ حضرت اقدس نے نماز عشاء کے بعد دعا کرائی اور نمازوں کے بعد بیٹوں لوگوں کے مسائل سننے اور انہیں ہدایات سے نوازا۔

اسی دن بعد نماز ظہر جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد شہداء مال روڈ پورائے وقت کی شراکتی کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ عام منعقد ہوا۔ جلسہ عام سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا محمد اسلم صاحب، اور جمعیت طلباء اسلام کے رہنماؤں ظہیر میر، جناب خالد محمود وٹو، جناب میاں قدرت اللہ عارف، جناب خالد محمود بیو اور دوسرے سائنسوں نے خطاب کیا۔

۹۔ دسمبر بروز جمعرات المبارک: حضرت اقدس نے حسب معمول نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز کے بعد لوگوں کے مسائل سننے۔ ان کی

تسلی و تشفی فرمائی۔ بعد نماز مغرب مجلس تحفظ ختم نبوت کی کنونٹک کمیٹی کا اجلاس جمعیت علماء پاکستان کے رہنما جناب میاں مسعود کے ہاں منعقد ہوا۔ تمام جماعتوں کے کارکنان اور سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی۔

۱۱۔ دسمبر بروز اتوار: مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام۔ ایچے صبح جامع مسجد شیرانوالہ میں آل پارٹیز ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں تمام مکاتیب فکر کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی۔ یہ اجلاس نماز عصر تک چلتا رہا۔ اس کنونشن میں مرکزی مجلس عمل کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ جس میں تمام جماعتوں کے نمائندہ حضرات شامل ہیں۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد شہداء لاہور میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تمام جماعتوں کے نمائندوں نے خطاب کیا۔

۱۵۔ دسمبر بروز جمعرات: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صبح گیارہ بجے کی فلائیٹ سے کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی ایئر پورٹ پر بھائی حاجی سرفراز صاحب، مولانا عبدالرشید انصاری صاحب، مولانا محمد نقشبندی نے اپنے رفقاء کے ساتھ میاں صاحب کا استقبال کیا۔ ایئر پورٹ سے سیدھے میاں صاحب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پرلے خادم اور سابق وزیر بحالیات جناب مولانا بخش سومرو کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ مولانا بخش صاحب

کے صاحبزادے جناب احمد بخش سومرو صاحب نے استقبال کیا۔

جناب مولانا بخش صاحب کے صاحبزادے جناب احمد بخش سومرو کی اہلیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ممتاز شاگردوں میں سے ہے۔ انہوں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں قرآن عزیز کی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ نماز مغرب کے بعد میاں صاحب نے جامع مسجد خدام الدین میں مجلس ذکر منعقد کرائی اور خطاب فرمایا۔ احباب نے فردا فردا ملاقات کی اور اپنے مسائل سن کر رہنمائی حاصل کی۔

۱۶۔ دسمبر بروز جمعرات المبارک: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے جامع مسجد خدام الدین کراچی میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے میاں صاحب سے ملاقات کی۔ اپنے روحانی اسباق سنائے۔ مسائل بیان کئے اور ہدایات لیں۔ نماز عصر کے بعد ہفت روزہ اخبار جہاں کے ایڈیٹر اور ملک کے ممتاز صحافی جناب اقبال احمد صدیقی نے میاں صاحب کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ اس استقبالیہ میں عراق کے کونسل جنرل اعلیٰ سفارتی افسران اور ممتاز علماء کرام نے شرکت کی۔ فیصل آباد سے ممتاز علماء کرام کا ایک وفد جو سیرت کانفرنسوں میں شرکت کے لئے کراچی آیا ہوا تھا۔ یہ وفد بھی اس استقبالیہ میں شریک ہوا۔ جن احباب کو میاں صاحب کی کراچی آمد کی اطلاع ہوئی رہی وہ حاجی یوسف صاحب کے ہاں میاں صاحب سے ملاقات کے لئے آتے رہے۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے جناب میاں ظہیر الحق صاحب بھی اپنے اہل خانہ میں ہوتا ہے، کی سیرت طیبہ پر مفصل

خطاب فرمایا۔ رات حضرت کے پرلے خادم محترم حاجی یوسف صاحب کے ہاں قیام ہوا۔ سینکڑوں احباب نے بذریعہ ٹیلیفون اور خود حاضر ہو کر میاں صاحب سے ملاقات کی۔ اپنے روحانی اسباق سنائے اور اپنے مسائل کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کی۔

۱۶۔ دسمبر بروز جمعرات المبارک: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے جامع مسجد خدام الدین کراچی میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے میاں صاحب سے ملاقات کی۔ اپنے روحانی اسباق سنائے۔ مسائل بیان کئے اور ہدایات لیں۔ نماز عصر کے بعد ہفت روزہ اخبار جہاں کے ایڈیٹر اور ملک کے ممتاز صحافی جناب اقبال احمد صدیقی نے میاں صاحب کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ اس استقبالیہ میں عراق کے کونسل جنرل اعلیٰ سفارتی افسران اور ممتاز علماء کرام نے شرکت کی۔ فیصل آباد سے ممتاز علماء کرام کا ایک وفد جو سیرت کانفرنسوں میں شرکت کے لئے کراچی آیا ہوا تھا۔ یہ وفد بھی اس استقبالیہ میں شریک ہوا۔ جن احباب کو میاں صاحب کی کراچی آمد کی اطلاع ہوئی رہی وہ حاجی یوسف صاحب کے ہاں میاں صاحب سے ملاقات کے لئے آتے رہے۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے جناب میاں ظہیر الحق صاحب بھی اپنے اہل خانہ میں ہوتا ہے، کی سیرت طیبہ پر مفصل

اس طرح ہو گیا ہے۔
ادارہ اسلامیات ۱۹۰
انارکلی لاہور نے اس مفید نسخہ
کو شائع کر دیا ہے جو طلباء کے
لئے گرانقدر چیز ہے۔
مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی
علامہ محمد اسد سے متعلق فاضل مکرم
انصاری کیشن کے مشیر
سے معلوم ہو سکیں گے۔ مجلس تحفظ
گمراہ کن تفسیری خیالات اس رسالہ
ادارتی تحریر اور اسد صاحب کے
ختم نبوت احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
سے یہ رسالہ حاصل کریں۔

خبردار
جمعات ۲۲ دسمبر کو کوئی شریف آدمی عملے کی بہت زیادہ مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انجن
خدام الدین کی رسید بک سے رسید ۹۷ پھاڑ کر لے گیا ہے اگر کسی صاحب کو اس رسید نمبر کا
علم ہو تو ادارہ خدام الدین کو ضرور مطلع کریں۔ پولیس میں رپورٹ درج کروادی گئی ہے۔
خبردار
ناظم انجن خدام الدین، شیوا نوالہ گیٹ، لاہور

مسک اہلسنت الحجاءت حقی دیوبندی سے تعلق رکھنے والے

بغیر قرعہ اندازی رج

پر جانے کے خواہش مند حضرات متوجہ ہوں

ہم نے اس سال اپنے ساتھیوں کو حج پر بھجوانے کا خصوصی بندوبست
کیا ہے۔ جو حضرات حج پر جانا چاہیں ان سے درخواست ہے کہ فوراً
بذریعہ خط زیر دستخطی کو مطلع فرمائیں اور اپنا طبی معائنہ کروا کر فارم
پر کرنے کے لئے ۲۵۰۰۰ روپے کا انتظام فرمائیں۔

مزید تفصیلات کے لئے

ناظم سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ، شیر نوالہ دروازہ لاہور